REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم پنجشنبہ ۱۹ رجب ۱۳۷۸ھ

فی پرچہ ۱۰/

جلد ۴۸/۱۳ ۲۹ صلح ۱۳۳۸ ہش ۲۹ جنوری ۱۹۵۹ء نمبر ۲۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۸ جنوری۔ جیسا کہ قبل ازیں اطلاع دی جا چکی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت ٹانگ میں درد کے باعث عرصہ سے ناساز چلی آ رہی ہے اور تا حال کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ حضور کو جلد صحت یاب کرے۔ اور اپنے فضل سے پوری صحت و توانائی کے ساتھ کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین

اسلامی معاشرے کی افضلیت ثابت کرنے کے لئے اس کا کامل عملی نمونہ پیش کرنا ضروری ہے

بصورت دیگر دنیا دوسرے معاشرتی نظاموں کی طرف راغب ہوتی چلی جائے گی

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام اہلِ ربوہ سے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا پُر اثر خطاب

(۲)

عالمی عدالتِ انصاف کے نائب صدر محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مورخہ ۲۴ جنوری کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام جلسہ عام میں اہل ربوہ سے جو بصیرت افروز خطاب فرمایا تھا۔ اس کے ابتدائی حصے کا خلاصہ ۲۸ جنوری کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ بقیہ حصے کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

بعض رفاہی کام اور ان کی تفصیل

اس کے بعد محترم چوہدری صاحب موصوف نے اس طرف توجہ دلائی کہ ربوہ میں نوجوانوں کی بھی ایک خاصی تعداد موجود ہے۔ اور یقیناً مستقل فرائض کو سرانجام دینے کے بعد روزانہ ہی کچھ نہ کچھ فارغ وقت ان کے پاس ایسا ہوتا ہے۔ جسے وہ بے مقصد مشاغل میں صرف کرنے کی بجائے بعض رفاہی کاموں کی سرانجام دہی کے لئے وقف کر سکتے ہیں۔ ہر شخص اور کچھ نہیں تو گھنٹہ دو گھنٹہ روزانہ ایسے کاموں کے لئے نکال سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا فارغ اوقات کو مصروف رکھنے کا ایسا انتظام ہونا چاہیئے۔ کہ یہاں کوئی شخص بے مقصد پھرنے والا نہ ہو۔ اور اسی طرح نہ گھر میں کوئی شخص بے مقصد خالی بیٹھنے کا عادی ہو۔ ہر شخص گھر میں ہو تو کوئی نہ کوئی کام کر رہا ہو۔ اور اگر باہر نکلے تو بھی کسی نہ کسی کام کی غرض سے ہی باہر نکلے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارے نوجوان اور عمر رسیدہ جائز تفریح میں حصہ نہ لیں۔ مناسب حد تک معصومانہ تفریح بھی ضروری ہے لیکن اس کو اس حد تک طول دینا کہ بے مقصد پھرتے اور وقت ضائع کرنے کی عادت پڑ جائے کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اس سے عمل کرنے کا جذبہ اور ترقی کرنے کی صلاحیتیں ماند پڑ جاتی ہیں۔ اگر ایک خاص نظام کے تحت حسب فراغت نوجوانوں کے گروپ بنا دئے جائیں۔ اور ان سے کوئی نہ کوئی کام لیا جائے۔ تو ان کے فارغ اوقات کا ایک حصہ بہت سے ایسے رفاہی کاموں کے لئے وقف ہو سکتا ہے۔ کہ جن سے معاشرے کو اور اونچی سطح پر لانے میں مدد مل سکتی ہے۔

اس ضمن میں آپ نے مثال کے طور پر شہر گھروں۔ اور بدروں کی صفائی۔ نیز غرباء کی امداد اور مسکینوں کی دستگیری کے علاوہ تعلقات عامہ کا شعبہ قائم کرنے چوراہوں پر نشان راہ اور بورڈ نصب کرنے پبلک کو ضرورت پڑنے پر ٹیلیفون کے ذریعہ دوسرے بڑے بڑے شہروں میں اپنے رشتہ داروں تک پیغام پہنچانے کی سہولت بہم پہنچانے جن گھروں کے مرد باہر گئے ہوئے ہوں۔ ان کی خبر گیری کا انتظام کرنے دکانوں میں ضروریات زندگی کی فراہمی میں کمی نہ آنے دینے اور ایسے ہی کئی دوسرے کاموں کا ذکر کیا۔ اور ان کو انجام دینے کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا کہ اگر ہمارے نوجوان اس طرح اپنے فارغ اوقات کو رفاہی کاموں میں خرچ کرنا شروع کر دیں۔ اور وہ اپنے دماغوں کو اس طرف لگانے کی عادت ڈال لیں۔ تو معاشرے کے اسلامی احکام سے متعلق نئے نئے کام ان کے سامنے آتے چلے جائیں گے۔ جنہیں درجہ بدرجہ انجام دینے سے کچھ عرصہ میں یہاں ایک مثالی معاشرہ ابھر آئے گا۔ جو دوسروں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ کا کام دے سکے گا۔

مختلف معاشروں کی باہمی کشمکش

ان سب امور کی پُر حکمت پیرایہ میں روشنی ڈالنے کے بعد محترم چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا آج یورپ و امریکہ اور روس کے درمیان جو کشمکش جاری ہے۔ اگر سیاسی سطح سے بلند ہو کر دیکھا جائے۔ تو اس کی تہ میں ایک خاص جذبہ کام کر رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک اس فکر میں لگا ہوا ہے۔ کہ کسی طرح اس کا معاشرہ ساری دنیا میں رائج ہو جائے اس کے بالمقابل ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام نے جو ضابطہ حیات پیش کیا ہے۔ وہ ان دونوں معاشروں سے کہیں بہتر اور ارفع و اعلےٰ معاشرے کے قیام کا ضامن ہے۔ اور یہی وہ متوازن معاشرہ ہے جس کو اپنانے سے دنیا کی تمام معاشرتی خرابیوں کا استیصال ہو سکتا ہے (باقی صفحہ ۸ پر)

ربوہ میں پہلا آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ۲۹ جنوری کو صبح ۸ بجے افتتاح فرمائیں گے

تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام پہلا آل پاکستان باسکٹ بال ٹورنامنٹ ۲۹ جنوری کو صبح ۸ بجے سے ربوہ میں شروع ہو رہا ہے۔ ٹورنامنٹ کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) پرنسپل تعلیم الاسلام کالج باسکٹ بال گراؤنڈز میں ۲۹ جنوری بروز جمعرات ۸ بجے صبح کریں گے مندرجہ ذیل ٹیموں کی طرف سے شمولیت کی اطلاع آ چکی ہے

(۱) وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور (۲) برادرز کلب لاہور (۳) پنجاب پولیس لاہور (۴) این ڈبلیو۔ آر لاہور (۵) بمبئی سپورٹس کراچی (۶) فرینڈز کلب سرگودہا (۷) گورنمنٹ کالج سرگودہا (۸) پاکستان ایئر فورس سرگودہا (۹) یونائیٹڈ کلب لائل پور (۱۰) ایگریکلچر کالج لائل پور (۱۱) ایس۔ ای۔ کالج بہاولپور (۱۲) لینڈ کسٹم کراچی (۱۳) ریڈیو واڈکاسٹنگ کراچی

ان کے علاوہ بعض اور ٹیموں کی شمولیت بھی متوقع ہے یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ پاکستان باسکٹ بال ٹیم کے قریباً سبھی کھلاڑی اس ٹورنامنٹ میں شامل ہو رہے ہیں۔ آل پاکستان بنیاد پر اس علاقہ میں یہ اپنی نوعیت کا واحد ٹورنامنٹ ہے۔ کھیلوں میں دلچسپی لینے والے احباب سے درخواست ہے کہ ٹورنامنٹ دیکھنے کے لئے تشریف لا کر اعلےٰ کھیل سے حظ اٹھائیں اور اس کی رونق کو دوبالا کریں۔ ٹورنامنٹ ۲۹ تاریخ کی صبح کو شروع ہو کر ۳۱ تاریخ کو بعد دوپہر ختم ہو گا۔

(پریذیڈنٹ باسکٹ بال تعلیم الاسلام کالج)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۵۹ء

وقفِ جدید

ایک ایسی جماعت کے لئے جو صرف اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے کھڑی ہوتی ہے۔ قربانی کا ہر موقعہ غنیمت ہوتا ہے۔ اور ایسی جماعت کے افراد گویا اس انتظار میں رہتے ہیں کہ انہیں قربانی کا نئے سے نیا موقعہ ملتا رہے۔ کیونکہ وہ جماعت میں اسی لئے داخل ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کام کو آگے بڑھانے کے لئے چن لیا ہوتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ ایسی جماعت کے ساتھ چل نہیں سکتے وہ خود بخود الگ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کام کے لئے چن لیا ہوتا ہے وہ ہمیشہ اس تلاش میں رہتے ہیں۔ کہ جس کام کے لئے انہیں کھڑا کیا گیا ہے۔ حتی الوسع اس میں مددگار ثابت ہوں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کوئی ایسا موقعہ پیدا کرتا ہے تو وہ لوگ دوڑ دوڑ کر آتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے کوشش کرتے ہیں صدر اول کی تاریخ میں ایسے ہزاروں واقعات ملتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام نے کتنا اشتیاق دکھایا۔ اور اگر وہ کسی طرح پیچھے رہ جاتے۔ تو انہیں کس قدر افسوس ہوتا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت صدیق اکبرؓ کی قربانیوں میں دوڑ کا حال تو سب کو معلوم ہے۔ چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے اپنا نصف مال چندہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور دل میں خیال کیا کہ آج وہ صدیق اکبرؓ سے بھی بڑھ جائیں گے۔ لیکن جب حضرت صدیق اکبرؓ آئے۔ تو انہوں نے اپنا سارا مال پیش کر دیا۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ اہل وعیال کے لئے بھی کچھ رکھا۔ تو فرمایا ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ کافی ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ایک دفعہ اپنا تمام تجارتی قافلہ بیت المال میں داخل کر دیا۔ اور کئی جنگوں کا سارا کا سارا خرچ اپنے ذمہ لے لیا۔ اسی طرح دوسرے صحابہ کرامؓ بھی قربانی کے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے

یہ تو مالی قربانیوں کا حال ہے۔ جانی قربانیاں بھی صحابہ کرامؓ نے اسی طرح دیں جس طرح مال کی قربانیاں پیش کیں۔ جب حدیبیہ کے مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت لینی چاہی تو سبقت کے لئے صحابہ کرامؓ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ اور ہر ایک چاہتا تھا۔ کہ اس کی بیعت دوسروں سے پہلے ہو جائے۔ یہ کتنا جوش تھا اس کا اندازہ کرنا شاید ہمارے لئے ممکن نہ ہو۔ تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس شوق اور جوش سے قربانی پیش کرتی ہے۔ جس جوش سے وہ لوگ کرتے تھے۔ یہ بات خود اس حقیقت کا ثبوت ہے۔ کہ واقعی یہ جماعت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کا کام سرانجام دینے کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ اسی لئے جب کوئی نئی قربانی کا موقعہ آتا ہے تو جماعت کی اکثریت حریص بن کر اس موقعہ کو غنیمت سمجھتی ہے۔

الٰہی جماعتوں میں ایسے موقعے عموماً آتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ ان کے سپرد اپنا کام کیا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ان کو ترقی کرنے کے لئے انہیں اکثر ایسے موقعے بہم پہنچاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو وہ اپنے کام کے لئے کسی انسان کی مدد کے بغیر اپنے فرشتوں کو زمین پر بھیج سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کا کام بھی انسانوں میں ہی ہونا ہے اس لئے وہ یہ کام اپنے چیدہ انسانوں کے ہی سپرد کرتا ہے۔ ان کے لئے اپنے انعامات بھی مخصوص کرتا ہے

جماعت احمدیہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ایسے مواقع پیدا کرتا رہتا ہے۔ انہی مواقع میں سے "وقفِ جدید" کا ایک نہایت عظیم موقعہ ہے۔ یہ موقعہ ان کے لئے بھی ہے۔ جو مالی قربانیاں کرنے کے اہل ہیں۔ اور ان کے لئے بھی ہے جو اپنی زندگیاں دین کے کام کے لئے وقف کرنے کا شوق رکھتے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے۔ کہ الٰہی جماعت کا ہر فرد وقف ہوتا ہے۔ اور ہر فرد کا روپیہ دراصل اسی کام کے لئے وقف ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کام بھی ایک نظام کے ماتحت سرانجام پاتے ہیں۔ وہی جماعت کے امام کے دل میں ایسی ایسی تجاویز ڈالتا ہے۔ جو منظم طور پر اللہ تعالیٰ کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ اس لئے موقعہ بہ موقعہ کام کے لئے ایسے افراد چنے جاتے ہیں۔ جو اس کے اہل ہوتے ہیں:

اس طرح "وقفِ جدید" ہر لحاظ سے ایک الٰہی تحریک ہے۔ اور یہ ضرور کامیاب ہو کر رہنی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام ایسا نہیں ہوتا۔ جس کو وہ شروع کرتا ہے۔ اور وہ سرانجام نہیں پاتا۔ اس لئے "وقفِ جدید" کی تحریک ضرور انشاء اللہ کامیاب ہو کر رہے گی۔ اور کوئی روک اس کے راستہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جو شخص اس تحریک میں حصہ لیتا ہے وہ گویا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں بطور ہتھیار کے پیش کرتا ہے۔ اب یہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم سوچیں کہ آیا ہم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہتھیار بننا چاہتے ہیں۔ یا نہیں؟ ہمارے ذہن میں کوئی ایسا شخص نہیں آ سکتا۔ جو جماعت احمدیہ میں بھی شامل ہو۔ اور شامل رہنا چاہتا ہو۔ مگر جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہتھیار بننے کا جوش نہ رکھتا ہو۔

یاد رکھو جماعت احمدیہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا زندہ ثبوت پیش کرنے کے لئے کھڑی ہے۔ اس لئے جماعت کا وجود خود ایک معجزہ ہے۔ اور اس معجزہ کی جڑ یہی امر ہے۔ کہ اس کا ہر فرد اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہتھیار بن جائے۔ اس لئے جو لوگ "وقفِ جدید" کے لئے اپنی زندگی پیش کرتے ہیں یا اپنی جائداد اور روپیہ سے اس میں حصہ لیتے ہیں۔ تو وہ محض اپنی فطرت کا تقاضا پورا کرتے ہیں۔ اگر

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

وقفِ جدید کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ارشادِ گرامی

دوست اپنے وعدے جلد بھجوائیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں۔ کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے۔۔۔۔۔ تو وہ میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔"

اس ارشاد کی موجودگی میں کونسا مخلص احمدی ہے۔ جس کی روح وقفِ جدید میں شامل ہونے کے لئے تڑپ نہیں جاتی — وقفِ جدید میں شمولیت اختیار کر کے آسمانی فرشتے بن جائیے — اور اولین فرصت میں اپنے وعدے بھیجئے۔

(انچارج دفتر وقف جدید ربوہ)

نصرتِ الٰہی کا عجیب و غریب نشان

خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

غالباً گزشتہ جلسہ سالانہ کے ایام میں دسمبر کی ۲۷ تاریخ تھی اور صبح یعنی قبل دوپہر کا وقت تھا اور میں اپنے مکان میں جلسہ میں آنے والے احباب کی ملاقات میں مصروف تھا کہ میرے کانوں میں جلسہ گاہ سے ایک نہایت سریلی اور دلکش آواز پہنچی۔ میں نے توجہ لگا کر سنا تو کوئی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ فارسی نظم پڑھ رہے تھے جو حضور نے اپنی کتاب "حقیقۃ المہدی" میں لکھی ہے اور اس میں اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں خدا کو مخاطب کر کے بڑے درد ناک اور دل سوز رنگ میں خدا سے عرض کیا ہے کہ اے میرے آقا تو میرے دل کے بھیدوں سے آگاہ ہے۔ اگر تو سمجھتا ہے کہ میں نعوذ باللہ ایک ناپاک انسان ہوں اور لوگوں کو تیرا نام لے کر گمراہ کر رہا ہوں تو تو مجھے ذلت کی مار سے تباہ و برباد کر دے اور میرے دشمنوں کو راحت اور خوشی پہنچا۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میں تیرا ایک راستباز بندہ ہوں اور تیری محبت میری روح کی غذا ہے تو پھر اے میرے آقا تو میری بریت کے لئے خود آگے آ اور مجھے اپنے فضلوں سے نواز اور اپنے زبردست نشانوں کی روشنی سے میری صداقت کو ظاہر فرما دے۔

اِن شعروں نے مجھے ملاقات کرنے والوں کی گفتگو سے غافل کر کے گویا بالکل مسحور کر دیا اور میں کافی دیر تک اس زبردست کلام کی لذت سے مخمور رہا۔ اور میرے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز اُٹھی کہ اگر اِن اشعار کے کہنے والا انسان نہ صرف خدائی گرفت سے بچ جاتا ہے بلکہ خدائی تائید اور اس کی غیر معمولی نصرت سے روز افزوں حصہ پاتا ہے تو دُنیا کا کوئی **صحیح الدماغ** انسان اسے جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ میں یہ اشعار ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ناظرین انہیں غور سے پڑھیں اور پھر خدا کو حاضر و ناظر جان کر انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں کہ ان کا نورِ ضمیر اس معاملہ میں کیا فتویٰ دیتا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

اے قدیر و خالقِ ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میداری تو بر دلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پُر فسق و شر
گر تو دیدستی کہ ہستم بدگہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار
ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برار
آتش افشاں بر در و دیوارِ من
دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
ور مرا از بندگانت یافتی
قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ
کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن
اندکے افشائے آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ
واقفی از سوزِ ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم
زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پئے ابراءِ من
اے تو کہف و ملجاء و ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی
وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی
ہم ازاں آتش رُخِ من بر فروز
ویں شبِ تارم مبدّل کن بروز

اِن اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

"اے قادر و مقتدر خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے، اے میرے آسمانی آقا جو اپنے بندوں کے لئے بے حد رحیم و مہربان ہے اور ان کی ہدایت کا ہمیشہ متمنی رہتا ہے۔ اے وہ سمیع و بصیر ہستی جو دلوں کی گہرائیوں پر نظر رکھتی ہے جس پر زمین و آسمان میں کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔ اگر تو مجھے فسق اور شرارت اور گمراہی میں مبتلا پاتا ہے اور اگر تو دیکھتا ہے کہ میں ایک بدفطرت اور گندہ انسان ہوں تو اے میرے خالق و مالک تو مجھ بدکار کو پارہ پارہ کر کے تباہ کر دے اور میرے مخالفوں کے گروہ کو خوشی پہنچا۔ ان کے دلوں پر اپنی رحمت کی بارشیں نازل کر اور اُن کو اُن کی ہر مراد عطا فرما۔ اور اس کے مقابل پر میرے گھر کے در و دیوار پر آگ برسا اور میرا دشمن ہو جا اور **میرا تمام کاروبار تباہ و برباد کر دے۔** لیکن اے میرے آقا اگر تو دیکھتا ہے کہ میں تیرے در کا سچا غلام ہوں اور اگر تو جانتا ہے کہ تیرا دروازہ میری پیشانی کی سجدہ گاہ ہے۔ اور اگر تو میرے دل میں اس پاک محبت کو پاتا ہے جس کے راز تُو نے اس وقت تک دُنیا کو بے خبر رکھا ہے تو اے میرے محبوب **تُو میرے ساتھ محبت کا سلوک فرما** اور میرے دل کے راز کو دُنیا پر کسی قدر ظاہر فرما دے۔ ہاں اے وہ جو کہ ہر تلاش کرنے والے کی طرف خود چل کر آتا ہے اور ہر محبت میں جلنے والے کی اندرونی سوزش پر آگاہ ہے میں تجھے اپنے اس تعلق کا واسطہ دیکر کہتا ہوں جو میرے دل میں تیرے ساتھ ہے اور اس محبت کو گواہ بنا کر تجھے پکارتا ہوں جس کا بیج میں نے تیرے لئے اپنے دل میں بو رکھا ہے کہ **تو میری بریت کے لئے باہر نکل آ۔** ہاں ہاں تُو وہی تو ہے جو میری حفاظت کا قلعہ اور میری پناہ گاہ اور میری عزت کا پاسبان ہے۔ آگے آ اور جو آگ تو نے میرے دل میں روشن کر رکھی ہے اور اس کے شعلوں سے تو نے اپنے غیر کو جلا کر بھسم کر دیا ہے۔ اب اسی آگ سے اے میرے دل و جان کے مالک میرے مُنہ کو بھی روشن کر دے اور **میری اندھیری رات کو دن کی روشنی میں بدل دے۔**"

یہ وہ اشعار تھے جو ۲۷ دسمبر کی صبح کو میرے کانوں تک پہنچے اور مجھے انہوں نے بالکل مسحور کر دیا۔ میں نے کہا **اگر کوئی خدا ہے** (اور یقیناً ہے) اور **اگر خدا کو دنیا میں حکومت حاصل ہے** (اور یقیناً حاصل ہے) اور اگر **خدا کا یہ منشاء ہے** کہ لوگ ہدایت پائیں اور گمراہیوں سے محفوظ رہیں (اور یقیناً اس کا یہی منشاء ہے) تو پھر ایسے اشعار کا کہنے والا انسان یا تو جلد تباہ و برباد ہو کر خاک میں مل جائے گا اور یا اگر وہ محفوظ رہے گا اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود دن دوگنی رات چوگنی ترقی پائیگا اور اس کے مخالف اپنے ہر معاندانہ اقدام میں خائب و خاسر رہیں گے تو پھر اس سے **صرف اور صرف** ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اِن اشعار کا کہنے والا شخص **ایک پاکباز انسان** تھا جس کے وجود میں یہ قرآنی وعدہ پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہوا کہ:-

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْہَادُ

"یعنی ہم اپنے ماموروں اور ان کے ماننے والوں کو ضرور ضرور اسی دُنیا میں اپنی مدد سے نوازتے ہیں اور آخرت میں بھی جب کہ صداقت کی تمام گواہیاں نمایاں ہو کر سامنے آجائیں گی ان کو اپنی غیر معمولی نصرت کا نشان عطا کریں گے۔"

اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

مرزا بشیر احمد ربوہ

۲۵ جنوری ۱۹۵۹ء

مصنوعی سیاروں سے حاصل شدہ دلچسپ معلومات

قرآن مجید کی بیان فرمودہ حقیقت کا کھلا اعتراف

از مکرم خلیفہ صلاح الدین احمد صاحب ربوہ

روسی سائنس دانوں نے ۲؍ جنوری کو ایک اور مصنوعی سیارہ چھوڑا۔ اس کے متعلق نیویارک ٹائمز کے ہفتہ وار ایڈیشن (۵؍ جنوری) میں Kraft Ehricke اور Osgood Caruthers دو فلکیات کے ماہروں نے معلومات بہم پہنچائی ہیں جو ھدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اصل میں یہ سیارہ چاند پر پہونچنے کے لئے پھینکا گیا تھا اس کا وزن قریباً ڈیڑھ ٹن ہے۔ اور جس طاقتور راکٹ کے ذریعہ یہ پھینکا گیا ہے اس کی رفتار ۳۶۰۰۰ فٹ فی سیکنڈ تھی۔ اس لئے زمین کے حفاظتی مدار کو تیز رفتاری کی وجہ سے پار کرتے ہوئے چاند کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس وقت چاند زمین اور سورج کے درمیان تھا۔ چاند کا زمین سے فاصلہ دو لاکھ انیس ہزار میل ہے یہ تمام سفر راکٹ کے بارود کی طاقت سے طے ہوا۔ جب یہ سیارہ چاند کے مدار میں پہنچا تو ریڈیو کنٹرول کے ذریعہ اس کو راکٹ سے جدا کر دیا گیا۔ کیونکہ قیاس تھا۔ کہ آگے چاند خود اپنی کشش سے سیارے کو کھینچ لے گا۔ مگر چاند نے بجائے اپنی طرف کھینچنے کے دور سے ہی اسے ایسا چکر دیا کہ وہ چاند سے ۴۰۰۰ میل کے فاصلہ سے گزرتا ہوا پہلے سورج کی طرف لپکا پھر زمین کی سورج کے خلاف سمت پر پہنچ گیا۔ اور اب زمین کے ساتھ اس کے گردشی مدار میں سورج کے گرد گھومنے میں مصروف ہے۔ یہ صورت اس نقشہ سے واضح ہو جاتی ہے:۔

سورج — زہرہ — مصنوعی سیارہ — مریخ — زمین — چاند

اس وقت زمین سورج سے ۹۱۴۷۳۷۵۹ میل دور ہے۔ اور مصنوعی سیارہ ۹۱۵۰۰۰۰۰ میل دور ہے۔ یعنی زمین کی نسبت سورج سے مزید ۲۶۲۴۱ میل پرے ہے اس لئے اندازہ ہے کہ بجائے بارہ مہینے کے وہ پندرہ یا سولہ مہینے میں سورج کے گرد چکر لگائے گا۔ اب اس سیارے کا زمین پر واپس آنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یا تو وہ مدار کی تیز رو کی رگڑ سے ختم ہوتا چلا جائے گا یا یہ بھی امکان ہے کہ مدار کی تیز روی کی وجہ سے کبھی چاند سے ٹکرا کر تباہ ہو جائے۔ یہ مدار زمین کو ۷۲۰۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چکر دے رہا ہے

یہ پہلا سیارہ ہے۔ جو تصویری اور ذکی الحس آلات کو لے کر چاند کے اتنے قریب سے گزرا۔ اس کے آلات اور سفر کے حالات کے ذریعہ یہ علم ہوا ہے کہ چاند پر پہنچنے کے لئے آخر تک طاقت کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ چاند کے گرد میگنیٹک فیلڈ ہے۔ جس نے سیارہ کو قریب نہیں آنے دیا۔ بلکہ دور سے ہی چکر دے دیا۔ اگر راکٹ کو علیحدہ نہ کیا جاتا تو ممکن تھا کہ سیارہ چاند پر اتر جاتا۔ دوسرے یہ معلوم ہوا ہے کہ شہب تیز رفتاری کی طاقت سے چاند پر کثرت سے گرتے رہتے ہیں۔ ان کے ٹوٹنے سے کافی گرد پیدا ہوتی ہے جس نے چاند کی سطح پر ایک خشک دلدل کی صورت پیدا کر دی ہے۔ جو چاند پر چلنے پھرنے میں یا کوئی ٹھکانا بنانے میں بہت بڑی رکاوٹ پیدا کرے گی۔

تیسرے یہ معلوم ہوا ہے کہ چاند کی سطح کافی حد تک گرم ہے۔ اس کا اندرونی پگھلا ہوا حصہ سطح سے بہت قریب ہے۔ جو کہ لاوے کی صورت میں آتش فشاں دہانوں سے نظر بھی آتا ہے۔ ان مشکلات کے پیش نظر روسی ماہرین نے یہ سوچا ہے کہ چاند پر انسان کو اتارنے سے قبل ایک ہلکا ٹینک اتارا جائے۔ جو کہ ریڈیو کنٹرول کے ذریعہ اس پر چلایا جائے۔ اس سے مزید معلومات حاصل ہو جائیں گی کہ آیا چاند کی سطح اس قابل ہے کہ اس پر انسان اتر سکے۔ اور وہ بارودی راکٹ بھی جو انسان کی واپسی کے لئے ساتھ ہوگا اتارا جا سکے۔

بارودی طاقت جو روس نے ایجاد کی ہے۔ وہ امریکہ سے بہت بہتر ہے۔ اب روسی یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ زمین کے گردشی مدار کو پار کر کے اسی سال زہرہ کے مدار میں سیارہ پھینک سکیں گے اور آئندہ سال مریخ تک پہنچا دیں گے۔ مریخ تک سیارہ پہنچنے کے لئے ۱۰۱۰۰۰۰ فٹ فی منٹ کی رفتار درکار ہوگی۔ جس کے لئے اور بھی طاقتور بارود چاہیئے۔ امریکہ کا ماہر فن مسٹر براؤن جو کہ جرمن سائنسدان ہے وہ ایسی طاقت ایجاد کرنے کے درپے ہے جو لحہ بلحہ سورج کی کرنوں سے زور پکڑتی رہے بارودی طاقت خواہ کتنی بہتر بنائی جائے پھر بھی اس کا وزن اٹھانا رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے۔ اگر مسٹر براؤن کی تجویز کامیاب ہو گئی۔ تو اوپر کی فضاء میں اتنی آسانی سے اڑا جا سکے گا۔ جتنی آسانی سے ہوائی جہاز میں اڑا جاتا ہے۔ مگر ایسی تجاویز اور ایجادوں کی اصل محرک دشمنی کا وہ جذبہ ہے۔ جس نے یورپ کو یاجوجی اور ماجوجی دو مخالف کیمپوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس لئے ایک دوسرے سے بڑھنے کے لئے اندھا دھند سرمایہ صرف کیا جا رہا ہے۔ ان طاقتور ایجادوں کو نیک اور مفید اغراض کے لئے استعمال کرنے کا سوال ابھی مستقبل بعید کا مسئلہ ہے۔ (باقی)

جامعہ احمدیہ میں مذاکرۂ علمیہ

جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام بروز منگل ۳؍ فروری ۱۹۵۹ء کو دو بجے بعد دوپہر جامعہ احمدیہ کے ہال میں ایک مذاکرۂ علمیہ ہو رہا ہے۔ مبحث کا عنوان ہے۔

"ہدایت انسانی کیلئے وحی الٰہی کے تواتر کی ضرورت"

مذاکرہ کا طریق یہ ہوگا کہ اس موضوع پر تین مقالے پڑھے جائیں گے اس کے بعد عام بحث ہوگی۔ بزرگان سلسلہ اور جماعت کے نامور ذی علم اصحاب کی بکثرت شمولیت کی توقع ہے۔ دیگر احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس موقع پر تشریف لا کر علمی طور پر مستفید ہوں۔

(سیکرٹری مجلس علمی)

ماہانہ رپورٹیں

بعض مجالس اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اپنی کوششوں۔ قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنے۔ تفسیر صغیر خریدنے نماز باجماعت ادا کرنے ناخواندہ اصحاب کو پڑھانے اور سلسلہ کی کتب کے مطالعہ وغیرہ کی تلقین ایسے نیک کاموں کے متعلق جو خدا کے فضل سے ہر مجلس میں جاری ہیں۔ اپنی مساعی کی اطلاع باقاعدہ ہر ماہ مرکز کو نہیں بھجواتیں؟

۴ چنانچہ اس وقت تک ماہ دسمبر کی رپورٹیں بعض مجالس کی طرف سے ہمیں نہیں پہنچیں۔ زعمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ فوراً یہ اطلاعات ہمیں بھجوا دیں اور آئندہ ہر ماہ دس تاریخ سے قبل گزشتہ ماہ کی رپورٹ بھجوا دیا کریں (قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

جماعت احمدیہ بھارت کی طرف سے جمعیۃ العلماء ہند کو تعاون کی پیشکش

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔ منقول از ہفت روزہ بدر قادیان)

(قسط پنجم ۵)

جماعت احمدیہ الہٰی آثار پہ غور کر کے اس نتیجہ پہ پہنچی کہ تقدیر الٰہی ہمیں اشاعتِ دین کے لئے سفید فام لوگوں کے ممالک میں بھیجنا چاہتی ہے۔ چنانچہ اس جماعت نے اس تقدیر الٰہی کو عملی جامہ پہنانے کا تہیہ کیا اور ایک نظام کے ماتحت یورپ و امریکہ میں اسلامی مشنوں اور تبلیغی اداروں کا سلسلہ پھیلا دیا ہمیں مسرت ہے کہ آج جمعیت نے بھی اس مذہبی فرض کو محسوس کیا اور تعلیمات قرآنیہ و سیرت مقدسہ کی اشاعت کی ضرورت کو محسوس کیا۔

جماعت احمدیہ کے عقائد

اس جگہ ہم اہل جمعیۃ کو یہ بھی یقین دلانا چاہتے ہیں کہ اسلام تمام مسلمانوں کا مشترکہ سرمایہ ہے اور اشاعتِ اسلام تمام مسلمانوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ مگر عہد صحابہ کرام کے بعد اس فریضہ کو ہمہ گیر طور پہ ادا کرنے کا احساس جماعت احمدیہ کے سوا اور کسی کو نہیں ہوا۔ دنیا مسلمان سرمایہ داروں۔ حکمرانوں اور علماء کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوئی مگر یہ ضرور ہے کہ اشاعتِ دین کے جوش و ولولہ سے ضرور خالی ہو گئی۔ آج صرف جماعتِ احمدیہ اقصاء عالم میں تمام مسلمانوں کی طرف سے یہ مذہبی فریضہ ادا کر رہی ہے۔ ہمارا مقصد بھی تعلیماتِ قرآنیہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کی اشاعت ہے۔ ہم اگر درمیان میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا نام لیتے ہیں تو صرف اس لئے کہ اس دور میں خدا نے انہی کو ثریا سے خوشۂ ایمان توڑنے کے لئے مامور فرمایا اور انہوں نے ہی اسلام کے حسین چہرہ کو بدعات و توہمات کے گرد و غبار سے پاک و صاف کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالےٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا ہے اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف "خاتم کتب سماوی" ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کے شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ کم ہو سکتا ہے کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج ہے۔ اور ملحد و کافر ہے۔

اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلےٰ مدارج بجز اقتداء اس خیر الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل نہیں کر سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔"

(ازالہ اوہام)

یہ عقاید جن کا اوپر کے اقتباس میں ذکر کیا گیا ہے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے بنیادی عقاید ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی ساری تحریریں اس محور کے گرد گھومتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ کوئی مسلمان ان عقاید سے اختلاف نہیں کر سکتا۔ خصوصاً اہل جمعیت کے لئے ان عقائد سے مفر کا کوئی امکان نہیں۔ اس لئے اہل جمعیت کو باور کرنا چاہئیے کہ پیغام احمدیت دراصل پیغام اسلام ہے اور آج جماعت احمدیہ اکناف عالم میں اشاعت اسلام ہی کا فریضہ انجام دے رہی ہے جو تمام مسلمانوں کا مشترکہ فریضہ ہے

غرض جمعیۃ العلماء کے اجلاس سورت کی تجویز میں ایک ہمہ گیر ادارہ کے قیام اور تعلیمات قرآنیہ و سیرت مقدسہ کی اشاعت کی جس ضرورت کا اظہار کیا گیا ہے وہ ضرورت جماعتِ احمدیہ کے نظامِ تبلیغ سے پوری ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ ساری دنیا کو اسلامی تہذیب، تعلیم اور ثقافت سے روشناس کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے لہذا جمعیت کو اس کا تعاون حاصل کرنا چاہئیے یا اس کی طرف دست تعاون بڑھانا چاہئیے۔

جمعیت کا سرکلر

اخبار الجمعیۃ مؤرخہ ۲۸ ستمبر کے "احوال و کوائف" پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیت نے اجلاس سورت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک سرکلر کے ذریعہ عامۃ المسلمین سے مشورہ طلب کیا ہے۔ مگر افسوس کہ جمعیت کا یہ سرکلر جماعت احمدیہ کے نام موصول نہیں ہوا حالانکہ اس عظیم مقصد اور بلند ارادہ کے لئے سب سے پہلے اس کی نظر جماعتِ احمدیہ ہی پہ پڑنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس وقت یہی ایک جماعت آزمودہ کار اور جہاندیدہ اور پختہ شعور ہے اور اس نے اپنے کردار و عمل سے اپنی اعلےٰ صلاحیت اور ناقابلِ انکار قابلیت کا ثبوت بہم پہنچا دیا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"۔ اگر یہ صحیح ہے تو آج جماعت احمدیہ کا شجرۂ طیبہ شیریں، صحت بخش اور خوشبودار پھولوں سے لدا ہوا ہے یہ پھل اس درخت کی صحت مند توانائی کی شہادت دے رہے ہیں۔ اس لئے اہل جمعیت کو چاہیئے تھا کہ وہ اس قانون قدرت اور ارادہ مشیت کو سمجھتے۔ اور جماعت احمدیہ کو نظر انداز کرنے کی بجائے سب سے پہلے اسی کی طرف رجوع کرتے۔ عزم و ہمت کے ساتھ درستیٔ عمل اور خداداد بصیرت بس یہی کامیابی کی کلید ہے یہ سارا قرآن مجید اسی ایک حقیقت کی شہادت دیتا ہے اور مذاہب عالم کے نزدیک بس یہی ایک ابدی صداقت اور دائمی سچائی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

درخواست دعا

مکرم مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی عرصہ چار ماہ سے بیمار چلے آتے ہیں اور کافی کمزور ہو چکے ہیں۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بھٹہ سی نز د چھنی پر قابل فروخت اینٹیں

صدر انجمن احمدیہ کے بھٹہ سی نزد چھنی (جو کافی عرصہ سے بند ہو چکا ہوا ہے) پر بیس پچیس ہزار اینٹیں قابل فروخت پڑی ہیں جو بذریعہ نیلامی عام فروخت کی جائیں گی۔ جو اصحاب اینٹیں خرید کرنے کے خواہشمند ہوں وہ مؤرخہ ۲ / ۲ / ۵۹ کو بوقت چار بجے بعد نماز عصر بھٹہ مذکور پر پہنچ جائیں۔ — صلاح الدین احمد ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ

قائدین مجالس، قائدین اضلاع، و علاقائی جائزہ لیں

رسالہ خالد خدام الاحمدیہ کا اپنا رسالہ ہے۔ اور خدام الاحمدیہ کے لئے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو اور اس کو ہر خادم اور ہر مجلس تک پہنچایا جائے۔ جملہ قائدین مجالس اپنے اپنے حلقہ میں جائزہ لیں۔ اپنی مجلس کے نام بھی رسالہ جاری کروائیں۔ اسی طرح قائدین اضلاع اور علاقائی بھی جائزہ لیں کہ آیا ان کی ہر ایک مجلس میں یہ رسالہ آتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو فوراً رسالہ جاری کروائیں۔ اور اس رسالہ کی اشاعت کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی کوشش کریں۔ خود بھی پڑھیں اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اس کے پڑھنے کی تلقین کریں۔ اور اس بارہ میں اپنی مساعی سے دفتر کو بھی اطلاع دیتے رہا کریں۔

(مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

ہفتہ تحریکِ وصیّت

۲۲ تا ۲۸ فروری ۱۹۵۹ء

نظامِ وصیّت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ ہے اور اس نظام کو حضور نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت قائم اور جاری فرمایا ہے۔ اس میں شامل ہونے والوں کے لئے علاوہ تقویٰ و طہارت اور عملی و اعتقادی پاکیزگی کے یہ ضروری شرط ہے کہ وہ اپنی جائداد اور اپنی ماہوار یا سالانہ آمدنی کے جس پر ان کا گذارہ ہو۔ دسویں حصے سے لے کر تیسرے حصے تک کی وصیت "ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور دیگر مصارف ضروریہ کے لئے کریں۔ چنانچہ فرمایا:-

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے۔ کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے۔ ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں۔" (الوصیّت)

پھر فرمایا:-

"اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا۔ کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا۔ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔ اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔" (الوصیّت)

اور پھر فرمایا:-

"اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائداد کی وصیت کریں۔ اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پا دیں۔ جہاں سے میّت کا لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے۔ اور اس پر یہ واقعات لکھے جائیں۔"

(ضمیمہ الوصیّت)

غرض یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان ہے جو اس نے اپنے بندوں پر نازل فرمایا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں۔ اور حضور کے تمام دعاوی پر صدق و صفا کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ اس وقت اکناف عالم میں حضور کے متبعین لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر وصیت کرنے والے پندرہ ہزار سے کچھ ہی زیادہ ہیں۔ یہ بات ہر اس احمدی مرد اور عورت کے لئے غور اور فکر کرنے والی ہے . . . .

. . . . جس نے ابھی وصیت نہیں کی ——— مگر اپنے گذارے کے لئے کچھ نہ کچھ ماہوار یا سالانہ کی صورت یا کچھ نہ کچھ جائداد رکھتا ہے کہ وہ کیوں اس وقت تک نظام وصیت سے باہر ہے۔ اور کیوں اس نے وصیت نہیں کی۔ لاکھوں کی جماعت سے پندرہ ہزار کے قریب موصیوں کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ شاید جماعت کے ذمہ دار ارکین اور امراء اور صدر صاحبان نے مسئلہ وصیت کی اہمیت کو پورے طور پر جماعت کے سامنے نہیں رکھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پر یہ گمان نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر دیوانہ وار لبیک کہنے میں تذبذب اور تامل اختیار کرے۔ اسی خیال کے ماتحت مجلس مشاورت منعقدہ ۱۹۵۵ء میں موصیوں کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ

۱۔ سال میں ایک ہفتہ تحریک وصیت منایا جائے۔
۲۔ امراء اور صدر صاحبان مقامی طور پر وصایا کی پُرزور تحریک کریں۔
۳۔ جلسہ سالانہ پر بذریعہ وفود وصیت کی تحریک کی جائے۔

اس فیصلہ کے مطابق گذشتہ تین سالوں سے "ہفتہ تحریک وصیّت" منایا جا رہا ہے۔ اور اس سال بھی اس تحریک کے لئے فروری کا چوتھا ہفتہ (۲۲ لغایت ۲۸ فروری) مقرر کیا جاتا ہے۔ اس ہفتہ میں ہر موصی اور عہدیدار مقامی جماعتہائے احمدیہ کو چاہئے کہ وہ وصیت کی غرض و غایت اور برکات و فوائد اپنے غیر موصی احباب و رشتہ داروں کے ذہن نشین کرا کر انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء مبارک کے مطابق وصیت کرنے کی پرزور تحریک کریں۔ اس سلسلہ میں جماعت کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور لجنات اماء اللہ کی صدر صاحبات سے مجلس کارپرداز یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسالہ "الوصیت" اور اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر (نظام نو) کے روزانہ درس کا انتظام اس طریق پر فرما دیں کہ دونوں کتابوں کے مضامین سے ہر موصی اور غیر موصی یکساں طور پر فروری کا تیسرا ہفتہ ختم ہونے سے قبل واقف و آگاہ ہو جائے تاکہ چوتھے ہفتہ میں عملی جدوجہد ہو سکے۔ عملی جدوجہد میں منجملہ دیگر ذیل امور کو مدنظر رکھا جائے۔

اول۔ غیر موصی اصحاب و مستورات کو وصیت کرنے کی تحریک کی جائے۔ خواہ وہ ملازم پیشہ ہوں یا تاجر پیشہ یا زمیندار ہوں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس تحریک کا اصل مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن اور امداد بیوگان و یتامیٰ ہے، نہ کہ محض اموال کا جمع کرنا۔ لیکن ہم اپنے ان فرائض سے کما حقہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ متمول اور صاحب جائداد احباب نظام وصیت میں کثرت کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ پس ضروری ہے کہ ان فرائض کو بجا لانے کے لئے نہ صرف متوسط الحال اصحاب کو ہی بلکہ خوشحال اور حیثیت والے احباب کو بھی اس مبارک تحریک میں شامل ہونے کے لئے زور سے ترغیب و تحریص دلائی جائے۔

دوم۔ حصہ آمد اور حصہ جائداد کے نئے اور پرانے موصیوں کو یہ تحریک کی جائے کہ وہ اپنی وصیتوں کے معیار میں اضافہ کریں۔ یعنی حسب توفیق 1/10 کی بجائے 1/9 کی اور 1/9 کی بجائے 1/8 کی وصیت کریں۔ و علیٰ ھذا القیاس 1/3 تک۔

سوئم۔ جن احباب کی وصایا بوجہ بقایا دار ہونے کے کسی وقت منسوخ ہو چکی ہیں۔ ان کو سمجھایا جائے کہ وہ پہلے بقائے ادا کر کے اپنی وصایا کو بحال کرانے کی کوشش کریں۔

چہارم۔ اگرچہ قاعدہ یہی ہے کہ منقولہ جائداد کی وصیت کا حصہ بھی موصی کی وفات کے بعد اس کے ورثاء ادا کریں۔ لیکن ترغیب دلائی جائے کہ منقولہ جائداد (مثلاً مستورات کے زیور اور مہر نقد روپیہ) کا حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کریں۔

پنجم۔ حصہ آمد کے موصی احباب پر سلسلہ کی روز افزوں ضروریات کے پیش نظر زور دیا جائے۔ کہ وہ آمد کا ماہوار حصہ شرح صدر اور باقاعدگی کے ساتھ ادا کر کے اپنے مقررہ بجٹوں کو پورا کریں۔ اور اس کے ساتھ ہی اگر ان کے ذمہ سالہائے گذشتہ کا کچھ بقایا ہو تو اسے جلد ادا کرنے کی فکر کریں۔ خواہ وہ مالی سال کے اختتام سے قبل یکمشت ادا کریں اور خواہ ناموافق حالات کی صورت میں مجلس کارپرداز سے منظوری لے کر مناسب اور معقول اقساط کے ساتھ اپنا حساب صاف کریں۔

جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان اور لجنات اماء اللہ کی صدر صاحبات سے یہ بھی گذارش ہے کہ اس تحریک کے سلسلہ میں ان کی مساعی کے جو بھی نتائج برآمد ہوں۔ ان کی اطلاع ۲۸ فروری کے معاً بعد بہت جلد دفتر وصیت کو دے کر ممنون فرمادیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

(خاکسار:- قاضی عبد الرحمٰن ۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ)

اطلاع

ایک احمدی نوجوان جسے چھ سال ہوئی موٹر ڈرائیوری کا تجربہ ہے اور لائسنس بھی موجود ہے آجکل بے کار ہے اگر کسی دوست کو ڈرائیور کی ضرورت ہو تو نظارت امور خارجہ سے خط و کتابت کریں

ناظر امور خارجہ ربوہ

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۲/۱/۵۹ کو چوتھا فرزند عطا فرمایا احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو خادم دین بنا دے اور عمر دراز فرمادے اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے

محمد افضل نسیم آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ کنری سندھ

زرعی اصلاحات کے متعلق سرکاری پریس نوٹ کا مکمل متن

(۲)

۹ معاوضہ

پیرا (۱-۱۰) کی دفعات کے مطابق قابل ادا معاوضہ کے علاوہ جو اراضیات حکومت اپنی تحویل میں لے لے گی ان کا درج ذیل سکیل کے مطابق معاوضہ دیا جائے گا۔

(۱) پہلے اٹھارہ ہزار پروڈیوس انڈکس یونٹوں کے لئے پانچ روپے فی یونٹ کے حساب سے

(ب) اگلے چوبیس ہزار پروڈیوس یونٹوں کے لئے چار روپے فی یونٹ

(ج) اگلے چھتیس ہزار پروڈیوس یونٹوں کے لئے تین روپے فی یونٹ

(د) اگلے ۷۲ ہزار پروڈیوس انڈکس یونٹوں کے لئے دو روپے فی یونٹ

(ہ) باقی یونٹوں کے لئے ایک روپیہ فی یونٹ

یہ معاوضہ موروثی بانڈز کی صورت میں ادا کیا جائے گا جو قابل انتقال ہوں گے لیکن بنکوں کے ذریعے بھنائے نہیں جاسکیں گے۔ یہ بانڈز ۲۵ سال میں قابل ادا ہوں گے اور ان پر چار فی صد سالانہ کی شرح سے قابل ٹیکس مفرد سود واجب الادا ہو گا۔

(۱۰) زائد اراضی پر مستقل تعمیرات

حکومت پیرا (۷) کے مطابق جو زائد اراضی اپنی تحویل میں لے گی ۔ اس پر جو مستقل تعمیرات ہونگی ۔ انہیں گرایا نہیں جائے گا ۔ بلکہ اصل لاگت کی اجناس پر ان کا معاوضہ ادا کرے گی لیکن مالک کو یہ معاوضہ فرسودگی کی رقم منہا کرنے کے بعد پیرا (۹) کے مطابق قابل ادا معاوضہ کی طرح ادا کیا جائے گا۔

(۱۱) حاصل کردہ اراضی کا استعمال

حکومت جو زائد اراضی اپنی تحویل میں لے گی ۔ وہ پہلے ان مزارعوں کو مناسب شرائط خریدنے کی دعوت دی جائے گی ۔ جو اس زمین پر بہ حیثیت کاشتکار قابض ہوں گے اس کے بعد جو اراضی بچ رہے گی وہ دوسرے مستحق افراد کو فروخت کی جائے گی۔

۱۲۔ فنڈ

حاصل کردہ اراضی کی فروخت سے جو رقم حاصل ہو گی وہ ایک علیحدہ فنڈ کی صورت میں جمع کی جائے گی ۔ یہ فنڈ اس کمیشن کے تحت ہو گا جو پیرا ۲۵ کی رو سے قائم کیا جائے گا ۔ اس فنڈ سے پیرا (۹) اور (۱۰) کے تحت معاوضہ کی ادائیگی کی حاصل کردہ اراضی کو ترقی دینے ۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے انتظامی اخراجات پورے کرنے اور ایسے قرضے چکانے کے لئے استعمال کیا جائے گا ۔ جن کی قرضداروں سے واپسی کی امید نہ ہو۔

اس عمل کے کسی حصہ کی تکمیل کے لئے . . . . کسی حالت میں سرکاری خزانہ پر بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔

. . . .

. . . .

(۱۳) جاگیریں

ہر قسم کی جاگیریں خواہ وہ کسی کے نام سے منسوب ہوں ۔ کسی معاوضہ کے بغیر ختم کر دی جائیں گی ۔ ایسی جاگیریں جو کسی مسلمہ مذہبی خیراتی یا تعلیمی ادارہ کے حق میں ہو انہیں بھی ختم کر دیا جائے گا ۔ لیکن ان کے عوض مالی گرانٹ دی جائے گی ۔ جو مخصوص مقاصد کے لئے قاعدہ کے تحت استعمال کی جائے گی۔

۱۴۔ اعلےٰ ملکیت

اعلیٰ ملکیت اور اس قسم کے دوسرے مفادات کسی معاوضہ کے بغیر ختم کر دئے جائیں گے۔

۱۵۔ تصریحات

(۱) گزارے لائق زمین :- خیرپور اور حیدرآباد کے ڈویژنوں میں ایسی اراضی کی حد ۱۶ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہو گی ۔ دوسرے ڈویژنوں میں یہ حد نصف مربع یا نصف مستطیل یا ساڑھے بارہ ایکڑ (جو بھی زیادہ ہو) منصور ہو گی۔

(۲) اقتصادی یونٹ :- اقتصادی اعتبار سے نفع بخش زمین کی حد خیرپور اور حیدرآباد ڈویژنوں میں چونسٹھ ایکڑ اور دوسرے ڈویژنوں میں دو مربعے دو مستطیل یا پچاس ایکڑ (جو بھی زیادہ ہو) منصور ہو گی۔

۱۶۔ ناقابل تقسیم

(الف) مشترکہ ملکیت کی ایسی اراضی جس کا رقبہ گزارے لائق رقبے کے برابر یا اس سے کم ہو کسی صورت تقسیم نہیں ہونے دی جائیگی

(ب) مشترکہ ملکیت کی ایسی اراضی جس کا رقبہ گزارے سے تو زیادہ ہو لیکن جو اقتصادی اعتبار سے نفع بخش نہ ہو اس طرح تقسیم نہیں ہونے نہیں دی جائے گی ۔ کہ مشترکہ مالکان میں سے کسی ایک کی ملکیت اس رقبہ کو ملا کر جو پہلے سے اس کے قبضہ میں ہے گزارے کی حد سے کم ہو جائے۔

ج۔ مشترکہ ملکیت کی ایسی اراضی جس کا رقبہ اقتصادی اعتبار سے نفع بخش رقبہ سے زیادہ ہو ۔ اس طرح تقسیم نہیں ہونے دی جائیگی کہ انفرادی طور پر کسی بھی مالک کے پاس اتنا رقبہ رہ جائے جو اس کے پہلے سے زیر قبضہ رقبہ کو ملا کر اقتصادی اعتبار سے نفع بخش نہ ہو یا اس تقسیم سے ہر مالک کے پاس اتنا رقبہ رہ جائے جو گزارے لائق رقبہ سے کم ہو

(د) اگر کسی واحد مالک کے پاس اتنا رقبہ ہے جو اقتصادی طور پر نفع بخش یونٹ کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس مالک کو کوئی ایسی کارروائی کرنے کی اجازت نہیں دی جائیگی کہ اس کا ملکیتی رقبہ ایسے ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے جن میں سے کوئی نفع بخش یونٹ نہ ہو یا ان میں سے کسی ٹکڑے کا رقبہ گزارے لائق رقبے سے کم ہو جائے۔

۱۷۔ ناقابلِ تقسیم اراضی کا انتظام

مشترکہ اور ناقابلِ تقسیم اراضی کی دیکھ بھال اور انتظام بدستور واحد یونٹ کی طرح ہو سکے گا ۔ اگر انتظامی امور کے بارے میں کوئی تنازع پیدا ہو تو مشترکہ اراضی کے حصہ داروں کے سامنے دو متبادل صورتیں ہوں گی

(۱) وہ قرعہ اندازی کے ذریعے یا کسی اور طرح اپنے میں سے کسی ایک شخص کو منتخب کریں جو ان سب کی طرف سے زمین کا انتظام کرے

(۲) اگر پیراگراف ۲۵ کے تحت مقرر کردہ کمیشن کی رائے میں حصہ داروں کے درمیان مشترکہ انتظام کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو کمیشن یہ اراضی معقول معاوضہ دے کر حاصل کر سکے گا۔ معاوضے کا تعین اس طرح کیا جائے گا جس کی وضاحت قواعد و ضوابط میں کی گئی ہے۔

۱۸۔ انتقال اراضی پر پابندی

(۱) کوئی شخص جس کے قبضے میں اقتصادی اعتبار سے نفع بخش رقبے سے زیادہ اراضی ہے اپنی زمین کا کوئی ٹکڑا فروخت ۔ رہن یا ہبہ کے ذریعے اس طرح منتقل نہیں کر سکے گا کہ کوئی ٹکڑا یا ٹکڑے اقتصادی اعتبار سے نفع بخش نہ رہیں ۔ تاہم یہ شخص اگر چاہے تو اپنی تمام ملکیت کو اکٹھا منتقل کر سکے گا۔

(۲) کوئی شخص جو اقتصادی طور پر نفع بخش اراضی کا مالک ہے ۔ فروخت ۔ رہن اور ہبہ کے ذریعے یا کسی اور طرح اپنی ملکیت کا کوئی حصہ منتقل کر سکے گا

(۳) کوئی شخص جس کے پاس گزارے کے اعتبار سے تو زیادہ زمین ہے ۔ لیکن جس کا رقبہ اقتصادی اعتبار سے نفع بخش رقبہ سے کم ہے فروخت رہن اور ہبہ کے ذریعہ یا کسی اور طرح اپنی ملکیت کے کسی حصے کو اس طرح منتقل نہیں کر سکے گا ۔ جس سے اس کی ملکیت کا رقبہ گزارے لائق رقبے سے کم ہو جائے ۔ تاہم اگر وہ چاہے تو ساری ملکیت کو بحیثیت مجموعی منتقل کر سکے گا

(۴) کوئی شخص جس کے پاس گزارے لائق رقبہ کے برابر یا اس سے کم زمین ہے ۔ اس زمین کا کوئی حصہ فروخت ۔ رہن اور ہبہ کے ذریعے یا کسی اور طرح منتقل نہیں ہو سکے گا تاہم اگر وہ چاہے تو اپنی ساری ملکیت کو بحیثیت مجموعی منتقل

کر سکے گا

۱۹۔ کاشت اور مزارعت

قابل کاشت غیر مزروعہ زمین سے استفادہ

اگر کوئی زمین دو سال یا اس سے زائد عرصے تک غیر مزروعہ رہے تو اس کے مالکان کو نوٹس دیا جائے گا کہ وہ اسے ایک معقول عرصے کے اندر زیر کاشت لائیں ۔ اس سلسلے میں مدت کا تعین وہ کمیشن کرے گا جو پیراگراف ۲۵ کے تحت قائم کیا جائے گا ۔ اگر یہ مالکان کمیشن کی ہدایت پر عملدرآمد میں ناکام رہے تو کمیشن کاشت اور انتظام کے لئے ان کی زمین حاصل کریگا۔

۲۰۔ موروثی مزارعین کیلئے مالکانہ حقوق

موروثی مزارعین کو مالکانہ حقوق دینے کے متعلق موجودہ قوانین معمول کے مطابق نافذ رہیں گے ۔ اس کے علاوہ مقررہ داروں اور اسی زمرے میں آنے والے دوسرے مزارعین کو بھی اسی نوعیت کے حقوق عطا کرنے کے لئے گنجائش پیدا کی جائے گی ۔ ان قوانین کو صوبے کے ان علاقوں تک وسعت دی جائے گی جن پر آجکل ان کا اطلاق نہیں ہوتا

۲۱۔ میعاد مزارعت کا تحفظ

(۱) کسی مزارع کو اس وقت تک بے دخل نہیں کیا جائے گا ۔ جب تک محکمہ مال کی کسی عدالت میں ثابت نہ ہو جائے کہ۔

(الف) وہ کرایہ (RENT) ادا کرنے میں ناکام رہا ہے ۔ یا

(ب) اس نے زمین کو اس طرح استعمال کیا ہے کہ اب وہ اس مقصد کے لئے ناکارہ ہو گئی ہے ۔ جس کے لئے اس نے اسے حاصل کیا تھا۔

(ج) وہ کسی معقول وجہ کے بغیر زمین پر کاشت کرنے میں ناکام رہا ہے۔

(د) مزارعت پر لی ہوئی زمین آگے اٹھا دی ہے ۔ یا

(ہ) جہاں کرایہ جنس کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے ۔ اس نے علاقے کے رواج کے مطابق زمین پر کاشت نہیں کی ہے۔

متذکرہ بالا دفعہ الف کا اطلاق کسی ایسی زمین یا قطعہ اراضی پر نہیں ہو گا ۔ جو کسی میونسپلٹی یا کارپوریشن یا چھاؤنی یا امپرومنٹ ٹرسٹ کی حدود میں واقع ہو ۔ بشرطیکہ محکمہ مال کی کسی عدالت میں ثابت ہو جائے کہ یہ زمین ایسے کسی ادارے کی مرتبہ اور منظور شدہ ہاؤسنگ بلڈنگ سکیم میں شامل ہے۔

(۲) خود کاشت کی بنیاد پر بے دخلی کا حق ختم کر دیا جائے گا۔

(۳) زمیندار نے مزارع کو جو مکان مہیا کیا ہے ۔ اسے اس مکان سے اس وقت تک بے دخل نہیں کیا جائے گا ۔ جب تک وہ اس زمیندار کا مزارع ہے۔ (باقی)

موجودہ زمانے میں اسلامی معاشرے کا عملی نمونہ پیش کرنے کی اہمیت

(بقیہ صفحہ اول)

معاشرے کی برتری کے ثبوت میں ہماری طرف سے جو بات پیش کی جاتی ہے وہ یہی ہے کہ دنیا کے یہ دونوں منفی قسم معاشرے خرابیوں سے مبرّا نہیں ہیں۔ ایک میں تو سرمایہ اور محنت کے عدم توازن کی وجہ سے پیدا ہونے والی ناہمواریوں کا علاج مفقود ہے اور دوسرے میں سرمایہ اور محنت کے توازن کو برقرار رکھنے اور ہر قسم کی معاشی ناہمواریوں کا سدِّباب کرنے کے لئے جبر سے کام لیا جاتا ہے۔ جس سے معاشرے میں بشاشتِ قلب اور دلی ذوق کی روح ماری جاتی ہے اور اس کی وجہ سے دیگر نوعیت کی بہت سی خرابیاں پیدا ہو کر معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر قائم نہیں رہنے دیتیں۔ ان کے بالمقابل اسلام نے جو معاشرہ پیش کیا ہے اس میں معاشی ناہمواریوں کا ایسا علاج موجود ہے کہ جس کی وجہ سے جبر کے استعمال کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور اس طرح معاشرہ ہر لحاظ سے صحت مند بنیادوں پر استوار رہتا ہے۔ کیونکہ اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو کچھ بھی دیا ہے خواہ وہ مال و دولت ہو یا علم و فہم اور اسی طرح دوسری صلاحیتیں ان سب کو بنی نوع انسان کی خدمت میں لگا دو اور اس طور پر لگاؤ کہ بشاشتِ قلب اور دلی ذوق کے زیرِ اثر تم ایک دوسرے پر سبقت لیتے چلے جاؤ۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو محض ایک دعویٰ ہے۔ اس کا عملی نمونہ کہاں ہے؟

اسلامی معاشرے کا عملی نمونہ پیش کرنے کی ضرورت

اس ضمن میں محترم چوہدری صاحب موصوف نے واضح فرمایا کہ دنیا کے مختلف معاشرتی نظاموں کے مقابلے میں اسلام کے پیش کردہ معاشرتی نظام کی افضلیت ثابت کرنے کے لئے آج جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں یا کم از کم کسی ایک چھوٹے سے کونے میں ہی اسلامی معاشرے کا پورا پورا عملی نمونہ دکھا دیں۔ اور اگر ہم ایسا نہ کر سکے تو اس کا صرف یہی نتیجہ نہیں ہوگا کہ ہمارا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے گا بلکہ دوسرے معاشرتی نظاموں کے آگے عاجز آ کر ہم خود بھی ان سے متأثر ہونے لگیں گے۔ اور یہ نہایت خطرناک بات ہوگی۔ ان حالات میں ہم سب پر جو یہاں ربوہ میں رہتے ہیں بدرجہ اولیٰ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم دنیا کے اس چیلنج کا جواب دیں اور اسلامی معاشرے کا ایسا کامل نمونہ پیش کریں کہ جسے دیکھ کر اہلِ دنیا یہ محسوس کر سکیں کہ فی الواقعہ اسلام کا پیش کردہ ضابطۂ حیات ہی ایک مکمل ضابطہ ہے۔ اور اس کو اپنا کر دنیا اپنی موجودہ مشکلات سے نجات حاصل کر سکتی۔ ہمیں یہاں باہمی محبت و اخوت اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و غمخواری کا ایسا نمونہ پیش کرنا چاہیئے کہ ہم ایک ہی خاندان کے افراد نظر آئیں اور افراد بھی ایسے کہ جو تمام بنی نوعِ انسان کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے میں ہر آن مصروف ہوں۔ اگر ہم صحیح معنوں میں یہ کیفیت پیدا کر لیں تو پھر ہم دوسروں سے سر اونچا کر کے کہہ سکیں گے کہ اسلام جس معاشرے کی طرف دعوت دیتا ہے وہی سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل معاشرہ ہے۔

آپ نے فرمایا اس میں شک نہیں کہ یہ باتیں ہم میں خاصی حد تک پہلے ہی موجود ہیں۔ اور بالخصوص خدام نے سیلابوں اور غیر معمولی بارشوں کے وقت خدمتِ خلق کے سلسلہ میں بہت اعلیٰ نمونہ قائم کیا ہے۔ لیکن ابھی اس جذبے کو اس حد تک ترقی دینے کی ضرورت ہے کہ ہماری ہر حرکت اور ہر سکون سے اس جذبے کے ترقی پذیر ہونے کا ثبوت ملتا رہے۔

تبلیغ کا انتہائی مؤثر ذریعہ

اسی ضمن میں آپ نے مزید فرمایا۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ محض تعصب کی وجہ سے صداقت کو قبول نہیں کرتے وہ بہت تھوڑے ہوتے ہیں بالعموم یہی ہوتا ہے کہ اگر لوگوں کو ہر طرح سے اطمینان دلا دیا جائے اور ان کے شکوک رفع کر دیئے جائیں تو وہ صداقت کو قبول کر لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ربوہ میں ہم ایسا نمونہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر مزید تبلیغ کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ اس صورت میں ہمارا اپنا نمونہ ہی تبلیغ کا انتہائی مؤثر ذریعہ بن جائے گا۔ اس وقت ہم احمدیت کی جیتی جاگتی تصویر بھی ہوں گے اور اس کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت بھی۔

بشاشتِ قلب اور دلی ذوق

اسلامی معاشرے کا عملی نمونہ پیش کرنے کی اہمیت کو اچھی طرح واضح کرنے کے بعد آپ نے فرمایا اس ضمن میں آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدائی احکام پر پوری بشاشتِ قلب اور دلی ذوق کے ساتھ عمل کرنے میں اور حالات سے مجبور ہو کر ان پر عمل پیرا ہونے میں بڑا فرق ہے۔ اگر پوری بشاشت کے ساتھ از خود عمل کیا جائے تو یہ امر انسان کو اجر و ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے لیکن اگر حالات کی مجبوری کے پیشِ نظر خدائی احکام پر عمل پیرا ہونا پڑے تو پھر اجر و ثواب اور برکت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان الٹا ایک لحاظ سے زیرِ الزام آ جاتا ہے کہ خدائی حکم کی اس کی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ سو قبل اس کے کہ حالات ہمیں اسلامی معاشرے سے متعلق خدائی احکام کی کما حقہٗ پابندی پر مجبور کر دیں ہمیں ان باتوں پر پوری بشاشتِ قلب اور دلی ذوق کے ساتھ ابھی سے عمل شروع کر دینا چاہیئے تاکہ ہم خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں اور ہمیں اس کا قرب حاصل ہو۔ آپ نے فرمایا میں نے بعض کاموں کی طرف مثال کے طور پر توجہ دلائی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہی کام کرنے کے ہیں۔ ان کی طرف توجہ دلانے سے مقصد یہ امر ذہن نشین کرانا ہے کہ ہم تعاون اخلاص اور قربانی میں ہر آن ترقی کرتے چلے جائیں۔ تا ہمارے اوقات ہماری صلاحیتیں اور ہمارے قویٰ اسلامی معیار کے مطابق بنی نوعِ انسان کی خدمت میں پوری طرح صرف ہونے لگیں۔ اگر یہ روح اور یہ جذبہ صحیح معنوں میں ہمارے اندر اپنے اوجِ کمال کو پہنچ جائے تو پھر خدمتِ خلق کے نئے نئے کام ہمیں سوجھتے چلے جائیں گے اور انہیں سرانجام دینے سے ہمارا قدم ترقی کی طرف بڑھتا چلا جائے گا۔ اس وقت بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی ہماری ترقی کے راستے کو مسدود نہ کر سکے گی۔

جلسے کا اختتام

محترم چوہدری صاحب موصوف کی اس بصیرت افروز تقریر کے بعد صدرِ جلسہ محترم جناب صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے محترم چوہدری صاحب کی بیان کردہ باتوں پر غور کرنے اور پھر پورے خلوص اور جوش کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی۔ بعد ازاں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اجتماعی دعا کرائی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

بطور ایک فردِ جماعت کے ہمارا یہ فطری تقاضا نہیں تو آنحضرت صلعم کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کا ہمارا دعویٰ جھوٹا ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ ہم صرف منہ سے زبانی زبانی جماعت میں داخل ہیں حقیقی طور پر داخل نہیں۔ ورنہ ہمارا وجود بھی اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہی ہوتا اور ہم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہتھیار کا کام دیتے۔ کیونکہ ایک احمدی کا یہی نشان ہے کہ وہ اپنے آپکو بالکل اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس کے ہاتھ میں ہتھیار بن جائے۔